سوال

حدیث (لاتکتبوا عنی۔۔) کا معنی اور تصحیح

جواب

الحمد للہ

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
(مجھ سے لکھا نہ کرو، اور جس نے قرآن کے علاوہ جو کچھ لکھا ہے وہ اسے مٹا دے اور میری طرف سے حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔۔) صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق حدیث نمبر (5326)۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ :

قاضی کا قول ہے کہ کتابت علم کے بارہ میں صحابہ اور تابعین میں بہت سا اختلاف تھا ان میں اکثر نے تو اسے مکروہ جانا، لیکن اکثر نے اسے جائز قرار دیا ہے، پھر مسلمان اس کے جواز پر جمع ہو گئے اور یہ اختلاف ختم ہو گیا۔

اس حدیث میں وارد نہی سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے :

ایک قول تو یہ کہ : یہ اس کے حق میں ہے جس کا حفظ واثق ہے اور اسے حفظ میں پورا وثوق حاصل ہے اور وہ اس سے ڈرتا ہے کہ اگر وہ لکھنا شروع کر دے تو وہ کتابت پر ہی بھروسہ کر لے گا اور حفظ خراب ہو گا۔

اور وہ احادیث جس میں لکھنے کی اباحت ہے انہیں اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ ان کے لیے ہیں جن کا حفظ کمزور ہے اور وہ حفظ میں وثوق نہیں رکھتے، مثلا حدیث ابو شاہ، اور صحیفہ علی رض اللہ تعالی عنہ والی حدیث، اور اسی طرح عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث جس میں فرائض، سنن اور دیات کا تذکرہ ملتا ہے۔

اور اسی طرح وہ حدیث جس میں زکاۃ کا نصاب اور کتاب الصدقہ کا ذکر ہے اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے انس رضی اللہ تعالی عنہ کو دے کر بحرین کی جانب روانہ کیا تھا، اور ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ لکھا کرتے اور میں نہیں لکھتا تھا، اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث ملتی ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ :

نہی والی حدیث ان احادیث کے ساتھ منسوخ ہے، نہی اس وقت تھی جب اس بات کا ڈر تھا کہ احادیث کا قرآن مجید میں اختلاط نہ ہو جائے تو جب یہ خوف ختم ہوا تو لکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ :

ایک ہی صحیفہ میں قرآن اورحدیث کولکھنے کی ممانعت تھی تاکہ مل نہ جائے اورقاری پرایک ہی صحیفہ میں مشابہت نہ ہو۔

واللہ تعالی اعلم ، اھ۔ دیکھیں شرح مسلم (130-129/18)۔

امام بخاری رحمہ اللہ الباری حدیث ابی شاہ کواس طرح بیان کرتے ہیں :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوفتح مکہ سے نوازا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اوراللہ تعالی کی حمدوثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا :

بلاشبہ اللہ تعالی نے مکہ سے ہاتھیوں کوروک دیا اوراپنے رسول اورمومنوں کواس پرمسلط کردیا ، دراصل بات یہ ہے کہ مکہ نہ تومجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا اورمیرے لیے بھی دن میں تھوڑی دیر کے لیے حلال کیا گیا ہے اورنہ ہی میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا ۔

تواس کا شکار بھگا کرباہر نہیں نکالا جائے گا ، اورنہ ہی اس کے درخت کاٹے جائیں گے اورنہ ہی اس میں گری ہوئی چیز ہی حلال ہے الا یہ کہ کوئی اسے اعلان کرنے کے لیے اٹھائے ، اوراگر کسی کا کوئی قتل کردیا جائے تواس کے لیے دواختیار ہیں یاتووہ دیت لے اوریا پھر قصاص ۔

عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرمانے لگے اذخر گھاس کے علاوہ اس لیے کہ ہم اسے قبروں اورگھروں کے لیے استعمال کرتے ہیں ، تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر گھاس کے علاوہ (یعنی باقی درخت حرام ہیں) تواہل یمن میں سے ابوشاہ کھڑا ہوکرکہنے لگا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ لکھ دیں ، تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوشاہ کولکھ دو ۔

صحیح بخاری اللقطۃ حدیث نمبر (2254) صحیح مسلم الحج حدیث نمبر (1355)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ابوشاہ کے قصہ سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ (اکتبوا لابی شاہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے حدیث لکھنے کی اجازت عطا فرمادی ہے ۔

اس حدیث کا صحیح مسلم کی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث سے تعارض ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ بھی نہ لکھا کرو) صحیح مسلم ۔

توان دونوں کے درمیان جمع اس طرح ممکن ہے کہ لکھنے کی نہی نزول قرآن کے وقت خاص ہے تاکہ وہ حدیث سے خلط ملط نہ ہوجائے ، اورنزول قرآن کے وقت کے علاوہ لکھنا جائز ہے ۔

یا پھر یہ کہ نہی ایک ہی صحیفہ میں قرآن اورغیرقرآن لکھنے کے ساتھ خاص ہے ، اوران دونوں کوعلیحدہ علیحدہ لکھنے کی اجازت ہے ۔

یا پھر نہی مقدم اوربعد میں جب خلط ملط ہونے کا خطرہ جاتا رہا تواجازت دے کرمنسوخ کردیا گیا ، اوریہ توجیہ اقرب ہے اورپھر یہ اس کے منافی بھی نہیں ۔

اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ : نہی اس کے ساتھ خاص ہے جس کا حفظ کوچھوڑ کرصرف کتابت پر بھروسہ کرنے کا خدشہ ہو، اورجس سے یہ خدشہ نہ ہواسے اجازت ہے ۔

علماء کرام رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ :

صحابہ کرام اورتابعین میں سے ایک جماعت لکھنا پسند نہیں کرتی تھی بلکہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ جس طرح انہوں نے حفظ کیا ہے وہ بھی احادیث کوحفظ کریں ، لیکن جب اس کام کے

لیے ہمتیں ناکافی اور امت کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ علم ضائع ہو جائے تو انہوں نے اس کی تدوین کرلی۔ اھ فتح الباری (208/1)۔

والله تعالى اعلم.